حافظ مسعود احمد
مدرسہ امداد العلوم ، ملتان

کیا سوشلزم عین اسلام ہے ؟

اشتراکی کوچہ گردوں کے تعاقب میں

عہدِ موجود کے عالمِ آدمیت میں تین نظام موجود ہیں ۔ ایک اسلام جو الٰہ العالمین کا بنی نوعِ انسان کی ہدایت کے لئے نازل کردہ ہے اور فطرت کے عین مطابق ہے ۔ دیگر دونوں نظام مخلوق کی ناقص عقل کی ایجاد ہیں ۔ ایک کیپٹل ازم کے نام سے موسوم اور دوسرا سوشلزم (اشتراکیت) کے عنوان سے معنون ہے ۔ چونکہ یہ دونوں نظام فطرت کے خلاف ہیں اس لئے اسلامی نظام کی ضد ہیں ۔ سوشلزم درا صل سرمایہ دارانہ نظام کا تمہ و تکملہ بلکہ آخری ایڈیشن ہے ۔ پوری دنیا کا سرمایہ چند افراد اور چند ملکوں کے قبضہ میں لانے کا یہودی جال ہے ۔

ہمارے ہاں بھی یہ کہا جاتا ہے کہ سوشلزم غریب کا حامی نظام ہے ۔ اور یہ روٹی ، کپڑے اور مکان کا ضامن ہے اور چونکہ سوشلزم تو عین اسلام ہے اس لئے "سوشلزم ہماری معیشت ہے" ۔ گویا سوشلزم کا تصور محض اقتصادی توازن و استحکام اور فلاحی معیشت کے حوالے سے قائم کیا جاتا ہے ۔ حالانکہ سوشلزم محض اقتصادی نظام کا نام نہیں بلکہ جملہ شعبہ ہائے حیات میں اسلامی تعلیمات کے خلاف ابلیسی ہدایات سے مرکب ایک بہت مفصل اور بہت گمبھیر سازشی منصوبہ ہے ۔

سوشلزم ایک نظریۂ حیات سے عبارت ہے :" جس کے مطابق ذرائع پیداوار پر عوام کی مشترکہ ملکیت ہونی چاہیئے ۔" (فیروز اللغات) اسی کو "اشتراکیت" کہتے ہیں جس کا دوسرا نام کیمونزم (COMMUNISM) ہے ۔ فلسفۂ اشتراکیت کا امامِ اول کارل مارکس ۔ (۱۸۱۸ء — ۱۸۸۳ء) یہودی تھا جس کا متعارف کرایا ہوا اشتراکی نظریہ یہ ہے کہ تاریخِ انسانیت کی تمام تر تحاریک ، انقلابات ، تغیرات (اسلام کے اولین اور مثالی عہد میں لڑے جانے والے) غزوات ، حادثات ، شورشیں اور بغاوتیں [illegible] معدہ کی غذا

میں عدمِ مساوات کا ردِّ عمل اور محض جذبۂ انتقام تھے۔

درحقیقت جب بعض ارباب روحانیت پر خداطلبی اور خداشناسی کا غلبہ ہوا، غلبہ حال میں اللہ تعالیٰ کے ماسوا کے وجود کی نفی میں "لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ" یعنی وحدت الوجود کا نعرہ فلک بوس ہوا تو اس کے ردِّ عمل میں مادہ پرستوں نے مادہ کے علاوہ ہر شئے کی نفی میں "لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا الْبَطْنُ وَالْمِعْدَۃُ" کی آواز لگائی یعنی دنیا میں حقیقی وجود پیٹ اور معدہ، طعام و شراب کا ہی ہے۔ یہی مرکزِ انسانیت اور محورِ حیات ہے۔ بعض روحانی صوفیا نے انسان کو ظلِ سُبحانی تصوّر کرتے ہوئے غلبۂ حال میں "انا الحق" کی صدا لگائی تو مادہ و معدہ پرستوں (جو انسان کو حیوان سمجھتے ہیں) نے لب ہلائے "اَنَا الْحَیْوَانُ" "اَنَا الْحَیْوَانُ" یعنی میں تو جانور ہوں یعنی تو چوپایہ ہوں۔ اور اس پر فخر محسوس کرنے لگے۔ اس نظریہ کا مظہر اتم کارل مارکس اور اسکی ذرّیت تھے۔ ایسوں کی اولاد اب بھی موجود ہے۔

کیمونزم کی بنیاد یہ ہے کہ تمام انقلابات و تغیراتِ زمانہ میں کارفرما عوامل و محرکات ہمیشہ معاشی رہے ہیں اسے وہ (ECONOMIC FACTOR) کا نام دیتے ہیں۔ گویا خدا تعالیٰ معطّل ہے۔ اس کا کوئی عمل دخل بلکہ اس کا وجود بھی نہیں (نعوذ باللہ) جبکہ اسلام اپنے پیروکاروں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ حوادثِ زمانہ اور تمدنی تغیر و تبدّل میں حقیقی عوامل (REAL FACTORS) ایمانیات، اصول و عقائد، اخلاق، قانون، معاشرتی قدریں اور تمدّنی رویے ہیں۔ معاشی فیکٹر تابع مہمل ہے۔

طرفہ تماشا یہ کہ مغربیوں اور فرنگیوں نے عیّاری اور فریب کاری سے کام لیتے ہوئے جس طرح سراپا لعنت مغربی جمہوریت کو "اسلامی جمہوریت" کا لباس پہنایا ایسے "اسلامی سوشلزم" کی اصطلاح گھڑ کے عوام خواص کو بیوقوف بنایا۔ وہ تمام "تہذیب نایافتہ" اسی "اسلامی جمہوریت" کے سایۂ عطوفت میں پروان چڑھے ہیں کہ جن کے فکر و نظر کی منتہا یہ ہے کہ "سوشلزم عین اسلام" ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلامی نظریۂ حیات سے سوشلزم کو دُور کا بھی سروکار نہیں۔ آخر آب و آتش، نور و ظلمت، اور حق و باطل کیسے یکجا اور جمع ہو سکتے ہیں۔ سوشلزم کی بنیاد خالصتاً مادہ و معدہ پر رکھی گئی ہے۔ جیسا کہ کارل مارکس کا دستِ راست اور تلمیذِ رشید "اینگلس" کہتا ہے کہ:

Matter is the only real thing in the world.

"دنیا میں صرف مادّہ ہی ایک حقیقی شئے ہے۔" مطلب یہ کہ رُوح اور روحانیت، وجودِ الٰہی، دین و اخلاق

ایمان و اعمال، یہ سب غیر حقیقی اور فرضی اشیاء ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ دینِ محمدیؐ کے فلسفۂ حیات کے قطعی مخالف ہے۔ ایسا نظام جو مادی اساس (Materialism کا BASE) پر استوار ہو، بھلا اُس مستحکم نظام کا "عین" کیسے ہو سکتا ہے جس کا مبنیٰ (BASE) رُوحانیات (Spiritualism) ہوں۔ اسلامی نظام، اُس خلاقِ اعظم کا وضع کردہ ہے، جس کے ہر "امر و فعل" میں لاکھوں حکم و مصالح مستور اور معارف و محاسن مضمر ہیں۔ جس نے اسلام کی بنیاد، معرفتِ الٰہی، خشیتِ الٰہی، فکرِ آخرت، قانون کی پاسداری، عزتِ انسان، وحدتِ فکر و عمل، حُسنِ معاشرت، تقویٰ و طہارت، اخلاص و للّٰہیت، اعمالِ صالحہ، اخلاق فاضلہ، دینی مؤاخات اور فطری مساوات پر رکھی۔ اسلام کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ آخرت ہی حقیقی اور پائیدار زندگی ہے۔ اسکی تکالیف اور انعامات دونوں دائمی ہیں۔ (گویا آخرت عبارت ہے حساب و کتاب سے اور جزا و سزا سے)۔ اسلام کی نگاہ میں (اور قرآن کی زبان میں) دُنیا محض دھوکہ کی پُونجی (متاعِ غرور) ہے۔ کھیل تماشا ہے۔ بے حقیقت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ "دنیا مُردار ہے اور اُس کے طلبگار کُتّے ہیں"۔ اس کے ساتھ ہی اسلام کا اعتدال دیکھئے کہ ترکِ دنیا (رھبانیت) کو حرام قرار دیا ہے۔ دراصل اسلام یہ نظریہ دیتا ہے کہ دنیا محض "ضرورت" ہے اور آخرت "مقصد" ہے۔

لُبِّ لباب یہ کہ اسلام کی بنیاد محض مادیات پر نہیں، جیسا کہ سوشلزم اور دیگر غیر فطری نظاموں کی کیفیت ہے بلکہ مادیات اور رُوحانیات کی اس نازک فصیل پر ہے جو متوازن و معتدل اور "صراطِ مستقیم" ہے۔ اس کے برعکس کمیونزم، مادی طریقِ فکر کا درجۂ غایت ہے اور استغراق فی المادہ کی آخری سرحد ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے اشتراکیت ایسا لاعلاج مرض ہے جسے "جوع البقر" یا "مرض الاستسقاء" کہنا عین مناسب ہے۔

دراصل سوشلزم اور دھریت میں کوئی فرق نہیں۔ اشتراکیت میں الٰہ العالمین کا تصور تک نہیں۔ سوشلزم مذہب کو "افیون" قرار دیتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ایک مہذب معاشرہ میں افیون کو اخلاق و کردار کے لئے سمِ قاتل سمجھا جاتا ہے، عین اسی طرح "مذہب" بھی (نعوذ باللہ) مادی معاشرے کی فلاح کے لئے زہرِ ہلاہل سے کم تر نہیں بلکہ بُرائی کی علامت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دھریے اپنے راستے میں رکاوٹ بننے والوں کو "رجعت پسند" اور "بنیاد پرست" کی گالی دے کر تسکین پاتے ہیں اور ان کے استحصال و استیصال میں راحت محسوس کرتے ہیں۔ درحقیقت اشتراکی نظام میں یہ نظریہ کارفرما ہے کہ موجودہ دنیا عیش کوشی، جنس پرستی، عیاشی، فحاشی اور تمام غیر فطری امور انجام دینے کا مقام ہے اس لئے کمیونسٹوں

اور" ترقی پسندوں" کو ہر اُس آدمی کے انسان ہونے پر شبہ گزرنے لگتا ہے کہ جس میں " جمالیاتی " ذوق و احساس (شہوت رانی) کا مادہ " بدرجہ اتم " موجود نہیں - یا موجود تو ہے مگر اسے استعمال کرنے میں حدود و قیود کا قائل ہے - (اور ظاہر ہے کہ ان حدود و قیود کی موجودگی اور ان کا پاس بھی کسی نہ کسی درجے میں حاکمیتِ ربُّ العالمین ، وحی و الہام اور شرائعِ انبیائے و رُسل سے ایک یقینی نسبت کا اظہار ہے)

اشتراکیت معاشرے کی اجتماعی حیثیت کی قائل تو ہے مگر انفرادی حیثیت کی منکر ہے جس کے لازمی نتیجے کے طور پر یہ مذموم رجحان عام ہوتا ہے کہ انفرادی اعمال ، اقدار اور ذاتی کریکٹر کی کوئی اہمیت نہیں - جبکہ اسلام کی شانِ رشد و ہدایت یہ ہے کہ فرد ، معاشرہ کی " اکائی " ہے - معاشرہ افراد کے اجتماع سے ہی تشکیل پاتا ہے - اگر معاشرہ کا ہر ہر فرد صالح ، مخلص ، متقی ، دانا ، باشعور ، باصلاحیت ، متحرک اور باکردار ہوگا تو معاشرہ بھی حیاتِ اجتماعی کے تمام محاسن کا آئینہ دار ہوگا - غرض افراد کے بغیر معاشرہ کالعدم ہے - اسی لئے " اسلام " معاشرہ اور فرد " دونوں کے فرائض اور حقوق کی تعیین کرتا ہے - اگر ایک انسان انفرادی لحاظ سے بدکردار ہے مگر اجتماعی فرائض ادا کرتا ہے تو وہ انسان اسلام کی نگاہ میں نامکمل ہے مگر سوشلزم میں " کامل انسان " ہے - یہی وجہ ہے کہ کمیونسٹ ، انفرادی اخلاق و اقدار اور ذاتی کردار سے عاری ہوتے ھیں - نتیجۃً " اجتماعی فرائض کی ادائیگی سے محروم رہ جاتے ھیں -

مرد و زن میں مساوات کا نعرہ بھی اشتراکی نظام کی شرارت اور خباثت ہے جو عورتوں کے حقوق کے نام پر اُن کے حقوق تلف کرنے ، اُنکی معاشرتی عزّت و حرمت ، مذہبی قدر و منزلت اور فطری عفت و عصمت سے کھیلنے اور ان کے تعمیری کردار کو مسخ کرنے کی گھناؤنی سازش ہے - جس کا مقصد انسانوں میں یہ نظریہ راسخ کرنا ہے کہ مذہب خواتین کے حقوق کی تعیین و حفاظت نہیں کرتا - اور یہ جو اس قسم کے نعرے تراشے جاتے ہیں کہ : " اسلام تنگ نظر ہے " " اسلام جامد مذہب ہے " " اسلام عورتوں کے حقوق کا پاسدار نہیں ہے " (وغیرہ وغیرہ) تو جان لینا چاہیئے کہ یہ اشتراکی سازش ہی کا حصہ ھیں -

حقیقت یہ ہے کہ کمیونزم اپنی عیارانہ چال سے خواتین سے ان کے فرائض اور ذمّہ داریوں سے بھی زیادہ کام لیتا ہے - اور انکے تمام معاشرتی حقوق پامال کرکے انہیں " حیوانِ محض " قرار دیتا ہے - جبکہ اسلام ہی وہ دین ہے جو خواتین کے فرائض کے ساتھ ساتھ ان کے حقوق کی بھی تعیین کرتا ہے (اور فرائض یا حقوق کے نام پر " ڈبل ڈیوٹی " کے ظلم و ستم کا بھی مخالف ہے) اسلام تو اس صنفِ نازک پر بے جا

اور حد سے زائد ذمہ داریاں نہیں ڈالتا۔ یوں اشتراکیت کا یہ فلسفہ بھی عقلِ سلیم سے برد آزما ہے کہ خواتین مردوں کے شانہ بشانہ کام کریں اور فیکٹریوں، دفتروں اور زندگی کے دیگر شعبوں میں اپنا غیر فطری کردار ادا کریں۔

جب اس نظام میں خدا کے وجود، اسکی شریعت کا بھی انکار ہے تو مزید قبائح و شنائع، معائب و خبائث بیان کرنا اشتراکیت کی تکریم ہی ہوگی لیکن افسوس ان نام نہاد مسلمانوں پر جو اپنے خبثِ باطن کے اظہار کے لئے نعرہ زن ھیں کہ "سوشلزم عین اسلام ہے" —— اور پھر لفظوں کا اُلٹ پھیر..... کہ "اسلام ہمارا دین ہے، سوشلزم ہماری معیشت ہے۔ جمہوریت ہماری سیاست ہے"۔ ظاہر ہے کہ یہ خالص منافقت، مجسّم فراڈ، سفید جھوٹ اور یہود کی عیّارانہ تاویل پُر تزویر ہے۔

یہاں پر یہ بھی یاد رکھیں کہ اسلام کا اقتصادی نظام، کیپٹل ازم (سرمایہ دارانہ نظام) کی بھی سختی سے نہ صرف تردید بلکہ مکمل طور پر مذمت کرتا ہے۔ نظامِ جمہوری صدارتی ہو یا پارلیمانی، فسطائیت ہو یا شہنشاہیت، سب لعنت زدہ سرمایہ دارانہ نظام کی مختلف شکلیں ھیں۔ مولٰنا حفظ الرحمٰن سیوہاروی قدس سرہ فرماتے ھیں کہ "اسلام سے اقتصادی نظام کے مقابلہ میں فسطائیت (سرمایہ دارانہ نظام) کو پیش کرنا دراصل اقتصادی نظام کی توھین کرنا ہے۔" دوسری جگہ رقمطراز ھیں۔ "اسلامی نظام کو فاشیت کے ہمنوا قرار دینا یا اُس سے قریب تر ثابت کرنا اسلام پر بہت بڑا ظلم اور حد درجہ ناانصافی ہے۔"

اسلام دولت و اسبابِ دولت میں انفرادی ملکیت کا قائل ہے لیکن سوشلزم انفرادی ملکیت کا منکر ہے گویا اسلام کا نظامِ اقتصاد و معاش افراط (کیپٹل ازم) اور تفریط (سوشلزم، کمیونزم) سے برتر و بہتر ہے ایک فطری اعتدال اور صراطِ مستقیم کا مظہر ہے۔ اسلام اسکو تسلیم کرتا ہے کہ اسبابِ دولت سب کو برابر حاصل ہوں، جد و جہد کی راہیں سب پر کھلی ہوں لیکن اس امر کا قائل نہیں کہ سب کو مساوی پھل بھی حاصل ہو جبکہ سوشلزم اسی غیر فطری نظریہ پر اصرار کرتا ہے۔

دراصل اسباب میں مساوات ضروری ہے مگر ثمرات میں مساوات عقلاً محال اور نقلاً ممتنع ہے۔ کیونکہ ثمرات میں تساوی (سوشلزم کا نظریہ) سے محنت، صلاحیت، عقل و خرد، دماغ سوزی، ذہانت و فطانت، تجربہ و عمل کے سے اوصافِ تعمیر و ترقی، مفلوج ہو کر رہ جاتے ھیں۔ آخر جب سب کو برابر ملے تو مزدور، محنت کش اور دیگر امورِ محنت سرانجام دینے والے ایسی محنت و مشقت کیوں گوارا کریں۔ جب رشتۂ انعقاد عنقا ہو تو کون کسی کے سامنے جھکے کہ کون کسی کا ہو؟ اگر طلب و رسد، ضرورت و تعاون اور احتیاج و ایثار

کا تعلق کافور ہو جائے تو پورا معاشرہ آنِ واحد میں فساد کی نذر نہ ہو جائے؟

یہ بھی سوشلزم کے تخمِ حنظل اور شجرۂ زقوم کا برگ و بار ہے کہ زن، زر، زمین ـــــ میں جمیع الناس ہر کس و ناکس کی ملکیت برابر ہے۔ ہر ایک کی ماں، بیوی، بہن، بیٹی سب کے لئے بیک وقت حلال ہے۔ ہر ایک کے مال و جائیداد میں سب برابر کے شریک ہیں۔ کیا ایسی خباثت، جنگ و جدل اور معاشرے کے امن و سکون کو غارت کرنے کی شنیع سازش نہیں؟ کیا ایسے اباحت پسند کسی کی عزت و عصمت کو محفوظ رہنے دیں گے؟

آج ہم اس پر چیخ رہے ہیں کہ آج کے پاکستان کی سوشل ڈیموکریٹک فیڈرل گورنمنٹ کے ذمہ دار عناصر بلکہ وزیرِ اعظم نے بارہا اسلامی حدود کو ظالمانہ قرار دے کر اسلام کی توہین کی ہے۔ کیا ہم یہ نہیں سوچتے ان اباحت پسندوں کا منشور ہی زن، زر، زمین میں وہ نام نہاد "مساوات" ہے۔ جس کا منطقی نتیجہ جنسی انارکی، حرام کاری اور حرام خوری ہے۔

امیر و غریب کی باہمی چپقلش اور جنگ تباہ کُن امن کے خاتمہ کا واحد راز اسلامی نظام میں مستور ہے اسلام اخوت و ایثار کے ذریعہ باہمی فاصلے ختم کرتا ہے کہ اسلام کی اصل حکمرانی دِلوں پر ہوتی ہے اور اگر دِلوں کی اصلاح ہو جائے تو پورا معاشرہ خوشحالی اور امن کا گہوارہ بن جائے۔

گویا اسلام میں ربط و ضبط کو بنیادی اہمیت حاصل ہے اور یوں یہ ایک منظم ضابطۂ حیات ہے۔ جو زندگی کے ہر شعبہ میں فطری اصولوں کے عین مطابق کامیاب رہنمائی کرتا ہے۔ اقتصادی مسائل کے حل کے لئے اسلام اسلام رہنما اصول عطا کرتا ہے۔

اوّلاً تو اسلام نے دنیا اور طاقت کے مقابلے اخروی غیر ممنون (غیر مقطوع) انعامات کا وعدہ فرما کر دنیاوی دولت (Wealth) طاقت (Power) اور شان و شوکت (Pomp) کی حقارت اور نفرت نگاہوں اور دِلوں میں پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے ہاں مچھر کے پَر کے برابر (بھی وقیع) ہوتی تو رب تعالیٰ دنیا سے کافر کو پانی کا گھونٹ بھی نہ پلاتے۔" (ترمذی) اس لئے ہم اگر دیکھتے ہیں کہ کفار کو، منکرینِ خدا و رسول کو ہم سے زیادہ دولت حاصل ہے۔ تو جاننا چاہیئے کہ دولت، شوکت، طاقت نہ مقصودِ فطرت ہے نہ معیارِ مسلمانی!

ثانیاً طبقاتی و گروہی تفاوت و آویزش سے سماج کو بچانے کے لئے اصول عطا کئے۔ ایک طرف سرمایہ دار اور امیر سے کہا کہ جس نے اللہ کے نام پر نہ دیا وہ بخیل اور شرالناس ہے۔ دوسری طرف فرمایا جس نے

اللہ کے نام پر سوال کیا وہ کمینہ اور رذیل ہے ، مالدار سے فرمایا " دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے " ، نادار کو ھدایت دی ، " زادِ راہ لے لو کیونکہ بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے " ۔ جہاں امیر کو زکوٰۃ ، عشر ، صدقہ اور قرضِ حسنہ اور سب سے بڑھ کر " انفاق " کی تعلیم دی اور فرض کی اس ادائیگی پر بیشمار اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا وہاں غرباء و مساکین کو اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہونے کا حکم فرمایا اور اس پر بھی صد درجہ ثواب و عطار کا وعدہ فرمایا ، اور زکوٰۃ و صدقات وغیرہ کے لینے کو ایک طرح سے معیوب قرار دیا ۔

بہر کیف اسلام نے اِس تنبیہ و تادیب اور ترغیب و تاکید (دربارہ صدقہ ، خیرات ، زکوٰۃ ، عُشر ، فطرانہ ، جذیہ ، قرضِ حسنہ اور انفاق) کے ساتھ ساتھ ان تمام حیلوں اور چالوں کو حرام اور ممنوع قرار دیا ۔ جو ارتکازِ دولت اور سرمایہ داری کے موجب ہیں ، جیسے رشوت ، سود ، ذخیرہ اندوزی ، بلیک مارکیٹنگ ، سمگلنگ ، قمار یا سٹہ بازی اور ملاوٹ جیسے غیر انسانی اور غیر فطری طریقوں کو شرعاً ، اخلاقاً اور قانوناً رد کر دیا ہے ۔ کیونکہ یہ سب غصب اور خیانت ہی کی مختلف شکلیں ھیں ، اور یہی وہ بیماریاں ھیں جو ہمیشہ سے فتنہ و فساد اور جدال و قتال کا باعث بنتی رھی ھیں اور جن کا علاج بجز اسلام ، دنیا کے کسی بھی معاشرتی یا معاشی نظام میں موجود نہیں ، مشرق کی اشتمالی اشتراکیت (کمیونزم ، سوشلزم) ہو یا مغرب کی سرمایہ دارانہ جمہوریت (کیپٹل ازم ، ڈیماکریسی) ، یہ سب طاغوتی طاقتوں کے مفادات کے حصول کے ہتھیار ھیں ، اور سراسر استحصال پر مبنی ھیں اگر ہم چاہتے ہیں کہ پوری دنیا میں امن و سکون اور خوشحالی کی فضا پیدا ہو ، معاشرہ ، فطری رعنائیوں سے بھر جائے ۔ تو یہ اسلام کے فطری اصول و قوانین کی پابندی سے ممکن ہے کہ پھر بفرمان حضرت مسیح مقدس عیسیٰ ابنِ مریم علیہ السلام " زمین اپنے خزانے اُگل دیتی ہے اور آسمان اپنی برکتیں برسانے لگتا ہے " ۔

بقیہ از صـ۳۲

- موجودہ حکومت صحیح اسلامی معاشرہ قائم کرے گی ۔ (بے نظیر)

  گنجی نے نہونا کی لے تے نچوڑنا کی لے !

- میرا ذاتی کردار سکرین کرداروں کی وجہ سے مسخ ہو رہا ہے ۔ مجھے گنڈاسا اور کلاشن کوف سے نجات دلائی جائے ۔ (اداکار سلطان راہی)

  ؎ پھر مَیں نے آج بھول کے دیکھا جو آئینہ
  میرا وجود ، میرا پتہ دے گیا مجھے